# چند نامور مستشرقین کے تراجم قرآن کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ

غلام علی خان*

راحیلہ بٹ**

استشراق (Orientalism) کی اصطلاح قدیم عربی لغات میں مفقود ہے اور موجودہ مفہوم میں بھی عربوں میں کبھی اس کا استعمال نہیں رہا، بلکہ یہ لفظ غیر مسلم مفکرین کا وضع کردہ ہے۔جس کے لیے عربی میں "استشراق" کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔لفظ Orient بمعنی مشرق اور (Orientalism) کا معنی شرق شناسی یا مشرقی علوم وفنون اور ادب میں مہارت حاصل کرنے کے ہیں۔مستشرق (استشراق کے فعل سے اسم فاعل) سے مراد ایک ایسا شخص ہے جو بتکلف مشرقی بنتا ہو۔(۱) مستشرق ایک ایسے غیر مشرقی عالم کو کہتے ہیں جو مشرقی علوم، ادب اور معاشرت وغیرہ میں دلچسپی رکھتا ہو، مستشرق کے مفہوم کی مزید تحدید بھی ہوسکتی ہے جس کے پیش نظر مستشرق، مغرب کے ایسے عالم کو کہا جاتا ہے جو اسلام، اسلامی تہذیب، اسلامی معاشرت اور اسلامی زبانوں میں دلچسپی رکھتا ہو۔(۲) ایڈورڈ سیڈ (Edward Said، ۱۹۳۵ء۔۲۰۰۳ء) نے استشراق کو یورپین تہذیب وثقافت کا جزو لاینفک قرار دیا ہے۔ جو اس کے افراد کے تخیلات، نظریات اور دیگر تمام پہلوؤں پر کسی نہ کسی طرح اثر انداز ہوتا ہے۔اس لحاظ سے ان کے نزدیک استشراق کی تعریف میں زیادہ وسعت پائی جاتی ہے۔وہ اس کی وضاحت ان الفاظ میں کرتے ہیں:

> Anyone who teaches, writes about, or researches the orient-and this applies whether the person is an anthropologist, sociologist, historian, or philologist-either in its specific or its general aspects, is an orientalist, and what he or she says or does is orientalism.(3)

یعنی مسلمانوں کی تہذیب وثقافت کے کسی بھی شعبہ سے متعلق تحقیق کرنے والے کو مستشرق ہی کہا جائے گا۔ڈاکٹر احمد عبدالحمید غراب نے اپنی کتاب ''رویة اسلامیة للاستشراق'' میں استشراق کی متعدد تعریفات ذکر کی ہیں۔جن کا خلاصہ یہ ہے کہ مغربی ممالک کے استعماری فکر کے حامل سکالرز، اپنی نسلی برتری کے نظریہ کی بنیاد پر

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، پاکستان

** ریسرچ سکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، پنجاب یونیوسٹی، لاہور، پاکستان

مشرق پر غلبہ حاصل کرنے کے لیے اس کی تاریخ ،تہذیب ،ادیان ،زبانوں ،سیاسی اور اجتماعی نظاموں ،ذخائر دولت اور امکانات کا جو تحقیقی مطالعہ غیر جانبدارانہ تحقیق کے عنوان سے کرتے ہیں اسے استشراق کہتے ہیں۔(۴)

استشراق کی مذکورہ تعریفات کا حاصل یہ ہے کہ مغربی اہل کتاب ،مسیحی مغرب کی "اسلامی مشرق "پر نسلی اور ثقافتی برتری کے زعم کی بنیاد پر مسلمانوں پر اہل مغرب کا تسلط قائم کرنے اور مسلمانوں کو اسلام کے بارے میں گمراہی اور شک میں مبتلا کرنے اور اسلام کو مسخ شدہ صورت میں پیش کرنے کی غرض سے مسلمانوں کے عقیدہ ،ثقافت ،شریعت ،تاریخ ،نظام اور وسائل وامکانات کا جو مطالعہ غیر جانبدارانہ تحقیق کے دعویٰ کے ساتھ کرتے ہیں۔ اسے استشراق کہا جاتا ہے۔(۵)

## مستشرقین کے عقائد ونظریات:

مستشرقین کا تعلق زیادہ تر مغرب سے ہے اور ان کا مذہبی پس منظر یہودیت اور عیسائیت کا ہے ۔یہود اپنے آپ کو خدا کی چہیتی قوم قرار دیتے ہیں ۔ان کا یہ گھمنڈ تھا کہ وہ کتاب اور شریعت کے حامل ہیں اور ایک ایسے برگزیدہ خاندان سے تعلق رکھتے ہیں جن کو خدا نے دین ودنیاوی پیشوائی اور دنیا وآخرت دونوں میں اپنی محبت کے لیے خاص کرلیا ہے ۔ایک ایسا برگزیدہ گروہ اولاً تو اس بات کا محتاج ہی کیا ہے کہ وہ کسی اور کتاب وشریعت پر ایمان لائے؟ ثانیاًاسی کے سوا کسی اور کو اللہ تعالیٰ کتاب وشریعت دے سکتا ہے؟(۶)اور عیسائی کفارے کے عقیدے کی بنا پر خود کو نجات یافتہ گردانتے ہیں ۔ان دونوں اقوام کا عقیدہ ہے کہ نجات کے لیے یہودی یا عیسائی ہوجانا ہی کافی ہے۔حضرت عیسی علیہ السلام کے بعد 'یہ دونوں گروہ اپنی آسمانی کتب میں آنے والے نبی کے منتظر تھے ۔لیکن اللہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ کیے گئے وعدے کو دوسرے انداز میں پورا کیا۔جب یہود ونصاریٰ کی سرکشی ،ظلم ،نفاق ،انبیاء کرام علیھم السلام کے ساتھ غلط رویوں ،کتاب اللہ میں تحریف اور احکام خدا کے ساتھ مذاق کی وجہ اور اصلاح کی ساری کوششیں لاحاصل رہی تو اللہ نے نبوت ورسالت کے عظیم منصب کو بنی اسرائیل سے واپس لے کر بنو اسماعیل کے صادق وامین اور صالح ترین بندے حضرت محمد ﷺ کے سپرد کردیا۔اس پر یہود، باوجود اس کے کہ ساری نشانیوں سمیت آپ ﷺ کو نبی کی حیثیت سے پہچان گئے تھے ،آپ کی مخالفت پر کمربستہ ہوگئے۔اور اس حوالے سے تمام اخلاقی حدود کو پامال کردیا۔اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں تفصیل سے ان اقوام پر اپنے انعامات اور ان کی بدکرداری ونافرمانی کا ذکر کیا ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَمَّا جَاءَ هُمْ كِتَابٌ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَهُمْ وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ
عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَمَّا جَاءَ هُمْ مَا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ فَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ۔

بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖ أَنْفُسَهُمْ أَنْ يَكْفُرُوْا بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ بَغْيًا أَنْ يُنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ عَلٰى مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهٖ فَبَاءُوْا بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ وَلِلْكَافِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۔(۷)

اور جب خدا کے ہاں سے انکے پاس کتاب آئی جو ان کی آسمانی کتاب کی بھی تصدیق کرتی ہے اور وہ پہلے (ہمیشہ) کافروں پر فتح مانگا کرتے تھے تو جس چیز کو وہ خوب پہچانتے تھے جب ان کے پاس آ پہنچی تو اس سے کافر ہوگئے۔ پس کافروں پر خدا کی لعنت . جس چیز کے بدلے انہوں نے اپنے تئیں بیچ ڈالا وہ بہت بری ہے یعنی اس جلن سے کہ خدا اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنی مہربانی سے نازل فرماتا ہے خدا کی نازل کی ہوئی کتاب سے کفر کرنے لگے تو وہ (اس کے) غضب بالائے غضب میں مبتلا ہوگئے اور کافروں کیلئے ذلیل کرنے والا عذاب ہے۔

## مطالعہ اسلام میں مستشرقین کا بغض وعناد:

مستشرقین کی اسلام کے خلاف مخالفت کا آغاز اسلام کے ابتدائی ایام ہی سے ہوگیا تھا ۔یہود کہتے تھے کہ نبوت تو ہمارے آباؤاجداد اور اسلاف میں تھی۔قریش ان پڑھ لوگ ہیں ان میں نبی کیسے مبعوث ہوگیا؟اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی نبوت کے انکار کے پیچھے اصل سبب ضد تھی۔لہذا ان دونوں اقوام نے اپنی کتب میں تحریف کرکے ہر اس آیت کو ختم کرنے کی کوشش کی جو اسلام اور پیغمبر اسلام کے حق میں تھی۔یوں یہ مخالفت اسلام کے خلاف بالعموم اور پیغمبر اسلام کے خلاف بالخصوص بغض وعداوت کا اظہار موقع بہ موقع ،تاریخ کے مختلف ادوار میں ہوتا رہا،اور وفور جذبات سے سرشار رومی ،بازنطینی ،لاطینی ،یہودی اور مسیحی روایتیں صدیوں سینہ بہ سینہ منتقل ہوتی رہیں ،کبھی افواہوں کے دوش پر سفر کرتی رہیں اور کبھی کبھار تحریر وتصنیف کے قالب میں ڈھلتی رہیں اور ان کی آئندہ نسلوں کا سرمایہ افتخار قرار پائیں۔ چنانچہ ظہور اسلام کے بعد سے کوئی چار ساڑھے چار سو سال تک اسلام اور بانی اسلام کے حوالہ سے ان کی مخالفت ومخاصمت کا عام انداز یہی رہا۔(۸)

پھر صلیبی محاربات کا سلسلہ دشمنی وعداوت کا ایک ایسا نشہ ان پر طاری کرگیا ہے جو آج تک نہیں اترا۔(۹) صلیبی جنگوں کے طویل محاربات میں دنیائے مغرب کی ناکامی سے نہ صرف یہ کہ یورپ کی مشترکہ عسکری قوت پاش پاش ہوگئی بلکہ یہی شکست اس بات کا زبردست محرک بن گئی کہ جنگی محاذ پر پسپا ہونے کے بعد ذہنی وفکری محاذ پر اسلام اور دنیائے اسلام کو زک پہنچائی جائے ۔تیرھویں صدی عیسوی سے لے کر سولھویں صدی عیسوی تک تمام مستشرقین اس امر پر متفق تھے کہ اسلام سے نمٹنے کے لیے محض فوجی کاروائی ہی کافی نہ تھی ،بلکہ نظریاتی جنگ اشد ضروری تھی۔(۱۰) شاید اسی لیے رائمنڈ لل (Raymond Lull 1232-1315) نے اہل مغرب کو سب سے پہلے مشرقی

علوم کی تحصیل پر آمادہ کرتے ہوئے کہا تھا کہ:

ایک پرامن صلیبی جنگ جاری رکھی جائے جس کے اسلحہ خالص روحانی ہوں۔(۱۱)

رائمنڈلل نے کلیسا کو دعوت دی کہ علوم شرقیہ کے مطالعے کو روحانی صلیبی جنگ کے ہتھیار کے طور پر استعمال کیا جائے:

It was a Catalan, Raymundus Lullus, who first attempted to promote the development of Oriental Studies as the instrument of pacific Crusade in which the arms should be entirely spiritual.(12)

لہذا پہلا مستشرق جس نے باقاعدہ طور پر اسلام کے خلاف تحریری جنگ شروع کی وہ جان آف دمشق (۶۷۶۔۷۴۹)تھا جو خلیفہ ہشام کے زمانے میں بیت المال میں ملازم تھا۔(۱۳) اس نے ملازمت ترک کر دی اور فلسطین کے ایک گرجے میں بیٹھ کر اسلام کی تردید میں کتابیں لکھنے لگا۔ اس نے اسلام کے خلاف دو کتابیں لکھیں۔''محاورة مع المسلم''اور'' ارشادات النصارٰی فی خدل المسلمین''۔(۱۴)

اس نے اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف نفرت اور دشمنی کی تحریک کا آغاز کیا اور تحریری مناظرات کا منفیانہ دور شروع کیا۔ جان دمشقی نے ایک سوچی سمجھی اسکیم کے تحت اسلام کے خلاف تحریک چلائی اور اسلام کو وثنی مذہب قرار دے کر کعبہ کو بت سے تعبیر کیا۔ چونکہ اسلام کی تمسیخ کے لیے آنحضرت ﷺ کی سیرت شخصیت ودعوت کی تمسیخ ضروری تھی اس لئے اس نے آپ ﷺ کی حیات طیبہ اور سوانح پر حملہ شروع کیا آپ کی نبوت کا انکار کر کے آپ کو دیومالائی قصوں کا ہیرو بنا دیا۔(۱۵) اس نے حضور اکرم ﷺ کو نبی کی حیثیت دینے کی بجائے بنیادی طور پر (نعوذباللہ) آپ ﷺ کو ملحد، بدعتی اور گمراہ قرار دیا اور اسلام کا تعارف ایک نبی کاذب کے بت پرستانہ مذہب کی حیثیت سے کرایا۔ اور یہ نکتہ پیش کیا کہ آنحضرت ﷺ کے پاس اللہ کا فرستادہ ہونے کی کوئی سند نہیں تھی۔ (۱۶) آٹھویں صدی عیسوی میں جان کے پیروکاروں نے ان ہی بنیادوں پر اسلام دشمن لٹریچر کا انبار کھڑا کر دیا۔ یہی منفیانہ لٹریچر مغربی اسکالرشپ کے لئے حوالاجات کا کام دینے لگا بلکہ ازمنہ وسطیٰ سے لے کر مغربی نشاۃ ثانیہ اور نشاۃ ثانیہ سے لیکر انتہائے بیسویں صدی تک مستشرقین کے لئے مصادر کا کام دیتا رہا۔(۱۷) مستشرقین خود اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ صلیبی جنگیں اب بھی جاری ہیں۔

ہینڈرک وان لون (Handrik Van Loon) (1882-1944) کے الفاظ ہیں:

The followers of the two great teachers who were such close relatives have always regarded each other with bitter scorn and have fought a war which has lasted more than twelve centuries

and which has not yet come to an end.(18)

مستشرقین کے مقاصد کے حوالے سے مولانا سلمان شمسی ندوی اپنا موقف بیان کرتے ہیں:

> اسلام کے متعلق اوہام اور تشکک پیدا کرنا مستشرقین کے اہم مقاصد میں سے ہے اور وہ اس مقصد کی تکمیل کے لیے مختلف اقدامات کرتے ہیں۔ متعدد مستشرقین کی ابحاث اسی نظریہ کا نتیجہ معلوم ہوتی ہیں۔ اس حوالہ سے ان کے چند نکات عام طور پر مروج ومشہور ہیں۔ مثلاً اسلامی تعلیمات میں وقت کے تقاضوں کے مطابق اصلاح اور جدت کی ضرورت ہے اور روایت پسندی 'رجعت پسندی اور دقیانوسیت پر مبنی تعلیمات کو ترک کرنا پڑے گا۔ اس سلسلہ میں وہ مغرب کے علمی اور سائنٹیفک انداز کو اپنانے کی ترغیب دیتے ہیں۔ مستشرقین اسلام میں ایک ایسے اجتہاد کا تصور دیتے ہیں جو کتاب اور اجماع امت سے بالکل بے نیاز ہے۔ حدیث اور سنت کو عقلی دلائل کے ذریعہ غیر ضروری قرار دیا گیا ہے۔ اس صورت حال میں ظاہر ہے کہ دین کا جو نقشہ سنت کو خارج کر کے معرض وجود میں آئے گا، اس میں قرآن کو ذاتی اغراض کی خاطر من مانے معانی پہنائے جاسکیں گے۔ (۱۹)

مذکورہ بالا مستشرقین کے عقائد ونظریات اور مطالعہ اسلام کے حوالے سے ان کے بغض وعناد کا جائزہ لینے سے یہ حقیقت منکشف ہوتی ہے کہ ان کی کوششوں کے پس پردہ اسلام کے روشن زاویوں کو دھندلا کرنا ہے تاکہ نبی کریم ﷺ نے جو اسلام کی بنیاد قائم کی تھی اس کی جگہ اسلام کی تاریخ کو ایک نئی شکل دے دی جائے۔ جس طرح انھوں نے اپنے دین کو اپنی خواہشات کے تابع بنانے کے لیے اپنی کتب میں تحریف کی۔ بالکل اسی طرح انھوں نے دین اسلام کا حلیہ بگاڑنے کے لیے قرآن مجید پر تنقید کی ہے۔ تاکہ مسلم دنیا کو اپنے دین سے بیزاری ہو جائے اور وہ مستشرقین کے فکر ونظر کو اختیار کر لے۔ لہذا زیر نظر مقالہ میں ہم نے مستشرقین کے تراجم قرآن کا ایک تحقیقی وتنقیدی جائزہ پیش کیا ہے۔

## یورپ میں ترجمہ قرآن کی مختصر تاریخ

اسلام کا بامقصد مطالعہ کرنے کے لیے سب سے پہلے پطرس( Peter the venerable 1092-1156) نے توجہ دلائی جو Cluny یا France کا رہنے والا تھا۔ اس مقصد کے لیے اس نے ایک کمیٹی تشکیل دی جو دینی کتب کے تراجم کا کام کریں۔ تراجم قرآن کے حوالے سے بارہویں صدی عیسوی کے وسط سے لے کر سترھویں صدی عیسوی کے آخر تک دو تراجم مستشرقین کے ہاں بنیادی اہمیت کے حامل رہے ہیں۔ ان میں

سے ایک ترجمہ قرآن ہے۔رابرٹ ریٹنیسز (Robert Retenensis 1110-1160) کا جسے اس نے لاطینی زبان میں ۱۱۴۳ء میں کیا(۲۰)اور دوسرا اینڈر روڈورائر (Andre Du Ryer) نے ۱۶۵۷ء میں فرانسیسی زبان میں کیا۔(۲۱) زیورخ (Zurich) (سویٹزرلینڈ) کے ایک معروف مستشرق تھیوڈور نولڈیکی ( Theoder Noldek 1836-1930) نے اس قدیم لاطینی ترجمے کو 1543ء میں باسل سے شائع کیا۔جبکہ الیگزنڈرروز Alexander (Ross 1895- 1971) نے فرانسیسی ترجمہ کو انگریزی زبان میں منتقل کیا ۔بقول پروفیسر اے۔ جے۔ آربری(A.J.Arberry 1905-1969)یہ تراجم غلطیوں اور غلط فہمیوں کا پلندہ ہیں اور متعصّبانہ بدنیتی پر مبنی ہیں ۔اس کے باوجود یہ تراجم قرآن جدید مغربی زبانوں میں مزید تراجم کے لیے بنیادی و اساسی حیثیت رکھتے ہیں۔(۲۲) مستشرقین نے ان تراجم کو جرمن،اطالوی،ڈچ،انگلش اور رشیا زبانوں میں منتقل کیا۔(۲۳)

سترھویں صدی عیسوی کے آخر میں لوڈویکومراسی ( Ludovico Marracci 1612-1700) نے لاطینی زبان میں قرآن مجید کا نیا ترجمہ کیا جو براہ راست عربی متن سے کیا گیا۔اور 1698 میں Padua سے شائع ہوا۔اس نے ۱۷۲۱ء میں اس کی تفسیر بھی لکھی ۔ نیریٹو ڈیوڈ (Nerreter David 1649-1726 ) نے اس ترجمہ کو جرمن زبان میں منتقل کیا۔(۲۴) اور پھر ۱۷۳۴ء میں مشہور انگلش مترجم جارج سیل (George Sale 1697-1736) نے مراسیکے ترجمہ سے استفادہ کرتے ہوئے قرآن مجید کا انگریزی زبان میں ترجمہ کیا۔یوں پوری انیسویں صدی عیسوی میں قرآن مجید کے مختلف زبانوں میں تراجم کیے گئے۔جو دراصل Ludovico Marracci اور George Sale کے تراجم کی نقل تھے۔(۲۵) راڈویل J.M.Rodwell (1808-1900) نے پہلی مرتبہ قرآن مجید کے ترجمہ کے علاوہ اس کی تشریح بھی کی ۔اس کے ترجمہ کا نام ہے:

> The Koran: Translated from the Arabic, the suras arranged in chronological order, with notes and index.

راڈویل خاص طور پر ولیم میور(1819-1905)اور نولڈیکے کے نظریات سے متاثر تھا۔اس نے سورتوں کو خود سے ترتیب دینے کی کوشش کی ۔جس کے پیش نظر قرآن میں شکوک وشبہات پیدا کرنا اور یہ ثابت کرنا چاہتا تھا کہ قرآن مجید سابقہ آسمانی کتب سے ماخوذ ہے۔(۲۶)انیسویں صدی عیسوی میں ایک نیا انگریزی ترجمہ ای ایچ پالمر (E.H.Palmer 1840-1882) نے 1880ء میں کیا جو آکسفورڈ یونیورسٹی سے شائع ہوا۔یہ ترجمہ دو جلدوں میں ہے۔ اس ترجمہ کا نام ہے The Koran (۲۷) بیسویں صدی عیسوی میں رچرڈ بل (Richard Bell 1876-1952) نے قرآن مجید کی سورتوں کو نزولی ترتیب سے لکھتے ہوئے ترجمہ کیا ۔اس ترجمہ کا نام ہے:.The Quran: translated with a critical re-arrangement of the Surahs

یہ ترجمہ دو جلدوں میں پہلی مرتبہ ۳۹۔۱۹۳۷ء میں اور دوسری بار ۱۹۶۰ء میں Edinburg سے شائع ہوا۔ اسی صدی کا ایک اور ترجمہ آربری کا ہے جو ۱۹۵۵ء میں شائع ہوا۔اس ترجمہ کا نام The Koran Interpreted ہے(۲۸)

## تراجم قرآن کے اسباب

صلیبی جنگوں کے خاتمے کے بعد جب عیسائی فوجی اپنے اپنے وطن میں واپس آئے تو اپنے ساتھ مسلمانوں کے حسن سلوک ،اسلام کی تہذیب اور اس کی خوبیوں کی داستانیں بھی لائے۔چنانچہ یورپ میں اسلام کے خلاف نفرت اور دشمنی کے بجائے قربت اور دوستی کا سازگار ماحول بننا شروع ہوگیا۔(۲۹)اس نئی رائے عامہ سے اربابِ اقتدار کا پریشان ہونا فطری امر تھا،لہٰذا لوئس نہم( Saint Louis IX, Missouri 1214-1270) نے یہ تجویز پیش کی کہ قرآن مجید اور اس کی تشریح اس انداز سے کی جائے جو صاحب قرآن کی تکذیب اور خود قرآن مجید کی سلامتی وعظمت میں شکوک وشبہات پیدا کردے۔(۳۰)

صلیبی جنگوں کے بعد ارباب کلیسا نے یہ تلخ حقیقت محسوس کی کہ نہ تو عیسائیوں کو ارض مقدس پر کامل فتح نصیب ہوئی اور نہ مسلمانوں نے مسیحیت کو گلے لگایا، بلکہ اس کے برعکس یہ ہوا کہ اسلامی تہذیب اور طرز معاشرت نے صلیبیوں پر قابل لحاظ اثر چھوڑا چنانچہ اسی وقت سے یہ منصوبے بننا شروع ہوگئے ،کہ اسلام کا مقابلہ میدان جنگ کے بجائے فکر ونظر کے میدان میں کیا جائے جو زیادہ بامقصد اور کارآمد ثابت ہوگا۔(۳۱) اس سلسلہ میں اولین نام پطرس کا ہے ۔(۳۲)جو اسپین گیا ،وہاں اس نے مسلمانوں اور عیسائیوں کی باہمی آویزش اور مناظروں کا بغور جائزہ لیا ،اور اسپین کے ان عیسائیوں کے طریق کار سے بھی واقف ہوئے جن کا خیال تھا کہ اسلام کا مقابلہ صرف عقل اور منطقی دلائل سے ہی کیا جاسکتا ہے۔عیسائیوں کی ان کوششوں کا ثمرہ اس وقت حاصل ہوا ،جب لاطینی زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ مکمل ہوا ،اس ترجمہ کا پہلا ایڈیشن (باجایق) نے بندوقیہ سے شائع کیا،لیکن اس وقت اس کے تمام نسخے جلا دیئے گئے ،اس کے بعد پوپ الیگزنڈر ہفتم نے بھی قرآن اور اس کے ترجمہ کی اشاعت کو ممنوع قرار دے دیا۔(۳۳)۱۶۹۴ء میں ایک جرمن پادری پاسٹر ابراھام ہنکلمان ( Pastor Abraham Hinckelmann 1652-1695 )نے قرآن مجید کا ترجمہ شائع کیا۔

> A printed edition of the Koran in Arabic was facilitated by Abraham Hinckelmann, a pastor from Hamburg, in 1694.(34)

یہ اپنے ترجمہ کے مقدمہ میں لکھتا ہے کہ اگر ہم اسلام کا مقابلہ کرنا چاہتے ہیں تو یہ ضروری ہے کہ قرآن کریم کا گہرا مطالعہ کیا جائے ،اس کے بعد ہی مشرق میں دین مسیحی کے فروغ کی راہیں ہموار ہوسکتی ہیں۔(۳۵)

یہی وجہ ہے کہ مستشرقین نے قرآن مجید کی طرف خصوصی توجہ دی اور انھوں نے قرآن مجید میں طرح طرح کے نقائص نکالے تا کہ وہ یہ ثابت کرنے میں کامیاب ہو جائیں کہ قرآن مجید ایک تحریف شدہ کتاب ہے۔ زیرنظر مقالہ میں تراجم قرآن میں تحریف کی اقسام کا مختلف پہلوؤں سے جائزہ لیا گیا۔

## تراجم قرآن میں تحریف کے مختلف انداز

قرآن مجید کا ترجمہ کرتے ہوئے مستشرقین نے ان گنت اغلاط کا ارتکاب کیا ہیں ۔ان میں سے بہت سی غلطیاں وہ ہیں جو جان بوجھ کر اس مقصد کے لیے کی جاتی ہیں تا کہ قرآن مجید میں تحریف پیدا کی جائے یا ظاہر کی جائے ۔اور دوسری بہت سی وہ ہیں جو عربی قواعد واصول اور گرائمر سے ناواقفیت کے سبب ان سے سرزد ہوئیں ۔

## عربی الفاظ کے درست معنی ومفہوم سے ناواقفیت

چونکہ مستشرقین کی اکثریت عربی الفاظ کے درست معنی ومفہوم سے ناواقف ہوتی ہیں ۔لہٰذا اسی وجہ سے ان کے تراجم میں کثیر غلطیاں پائی جاتی ہیں ۔مثال کے طور پر پالمر (E.H.Palmer) نے سورۃ الکہف کی آیت کا یہ ترجمہ کیا ہے:

أَبْصِرْ بِهِ وَأَسْمِعْ۔ (۳۶)

He can see and hear.(37)

اور جارج سیل کے نزدیک اس آیت کا ترجمہ ہے:

Do thou make Him to see and to hear? (38)

جبکہ راڈویل کے نزدیک اس کا ترجمہ ہے:

Look thou and hearken to Him alone. (39)

جبکہ اس آیت کا درست ترجمہ پکتھال نے کیا ہے۔

How clear of sight is He and keen of hearing. (40)

### الفاظ کا یک رُخا علم:

عربی زبان کی یہ خصوصیت ہے کہ یہ دنیا کی سب سے زیادہ بلیغ زبان ہے ۔ایک ہی لفظ کے کئی معنی پائے جاتے ہیں ۔اسی طرح ایک ہی لفظ پر مختلف حرکات کی تبدیلی سے معنی بدل جاتا ہے ۔یہی وجہ ہے کہ مستشرقین عربی زبان کی اس تکنیک اور فن سے آگاہی نہ ہونے کی وجہ سے بھی کثیر غلطیوں کے مرتکب ہوئے ہیں۔مثلاً پالمر سورۃ طٰہٰ کی اس آیت کا یہ ترجمہ کرتا ہے:

اِنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ أَكَادُ أُخْفِيهَا لِتُجْزَى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعَى۔(۴۱)

Lo! The hour is surely coming, I almost conceal it, and that every soul may be recompensed for that which it strives. (42)

پالمر اس میں مزید اضافی ترجمہ کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

This may also be rendered I almost conceal it from myself. (43)

یہ ناقابل اعتبار ترجمہ ہے کیونکہ یہاں کچھ معلوم نہیں کہ کون بات کر رہا ہے۔

مشابہ الفاظ کے درمیان تردّد کا پیدا ہونا:

ہر لغت میں ایسا ہوتا ہے کہ اس کے الفاظ آپس میں ملتے جلتے ہوتے ہیں ۔مگر ان کا مطلب ایک دوسرے سے یکسر مختلف ہوتا ہے۔لیکن ایک ناتجربہ کار مترجم بہت جلد الفاظ کے معنی کے تعین میں تردد کا شکار ہوجاتا ہے ۔اسی طرح مستشرقین بھی شک میں مبتلا ہوئے ہیں ۔(۴۴) مثلاً آرتھر جیفرے (Arthur Jeffery 1892-1959)قدر اور قادر کے درمیان تذبذب میں مبتلا ہوگیا اس کے خیال میں قدر کا مطلب "power"یعنی طاقت ہے ۔جبکہ یہ مسلمانوں کی ایک خاص اصطلاح ہے ۔جس کا مطلب fateہے ۔یعنی اچھی اور بری قسمت(۴۵) آرتھر جیفرے نے کسی حد تک ٹھیک معنی کیا ہے۔لیکن طاقت کے علاوہ اس کا مطلب "قدر و قیمت" وسعت،وضخامت اور اہمیت بھی ہے۔(۴۶)

من گھڑت بیانات کے ذریعے سے عربی علوم کی کمی کو پورا کرنا:

مستشرقین کو عربی علوم پر مکمل عبور حاصل نہیں ہے۔لیکن اس کے باوجود جب انھوں نے قران مجید کا ترجمہ کیا تو جہاں کہیں ان کو کوئی عبارت سمجھ میں نہیں آئی وہاں انھوں نے من گھڑت بیانات ،افسانوں اور اپنے ذہنی خیالات کے ذریعے سے اس خلاء کو پر کرنے کی کوشش کی ہے ۔ظاہر ہے کہ ایسا ترجمہ غلطیوں سے مبرّا نہیں ہوسکتا اور نہ ہی وہ قابل قبول اور قابل اعتماد ہوسکتا ہے۔مثلاً رچرڈ بل (Richard Bell) کے خیال میں قرآن ،فرقان ،مثانی اور کتاب مختلف کتابوں کے نام ہیں۔ (۴۷)درحقیقت یہ ایک کتاب کے پچپن ناموں میں سے تین نام ہیں۔(۴۸) اپنے نقطہ نگاہ کو ثابت کرنے کے لیے رچرڈ بل نے کئی آیات درج کی ہیں۔(۴۹) یہاں ان میں سے دو پیش کی جاتی ہیں:

Alif, Lam, Ra; these are verses of the book and a manifest Quran (Recitation). (50)

مزید دوسری جگہ لکھتا ہے:

The month of Ramadan in which was revealed the Quran, a

guidance for mankind, and clear proofs of the guidance, and the criterion Furqan. (51)

چونکہ رچرڈ بل قرآنی آیات کا درست مطلب سمجھنے سے قاصر تھا۔لہذا اس نے خود تخیل سے کام لیتے ہوئے قرآنی آیات کو معنی پہنانے کی کوشش کی ہے۔جس سے وہ خود ہی الجھن میں مبتلا ہوگیا۔

**عبرانی اور سریانی الفاظ کے متبادلات سے ترجمہ کو بدلنا:**

کچھ مستشرقین قرآن مجید کا مطالعہ کرنے سے قبل ہی یہ بات طے کر لیتے ہیں کہ عربی زبان کے وہ الفاظ جو عبرانی اور سریانی الفاظ کے ساتھ ملتے جلتے ہیں۔ان عبرانی اور سریانی الفاظ کو عربی الفاظ کے ساتھ جوڑ کر ملا دیا جائے۔ ظاہر ہے کہ ان الفاظ کے استعمال سے قرآنی ترجمہ بالکل بدل جاتا ہے۔اور یوں اس انداز سے کیے گئے ترجمہ میں بے شمار غلطیاں پائی جاتی ہیں۔مثلاً:

گرونیبام وان(Von Grunebaum)نے لفظ Quran کو سریانی لفظ qeryana سے تبدیل کر دیا۔جس کا ترجمہ Oxford Dictionary میں یہ ہے:

A book containing portions of Scripture appointed to be read at divine service. (52)

ایک ایسی کتاب جس میں نماز میں پڑھنے کے لیے مقدس حصے بنے ہوئے ہو۔

لہذا اس مثال سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مختلف لغات کے ملتے جلتے الفاظ کا معنی و مفہوم یکساں نہیں ہوتا۔

**بعض مخصوص عربی اور عبرانی ہم آواز الفاظ کو آپس میں تبدیل کرنا**

قرآنی آیات اتنی واضح ہے کہ ان کو سمجھنا بہت آسان ہیں۔کیونکہ اس کا ہر لفظ اپنا پورا مطلب ادا کرتا ہے۔لیکن کچھ مستشرقین جو عبرانی زبان جانتے تھے انھوں نے اس بات کی کوشش کی کہ عبرانی زبان کے ان مخصوص الفاظ کو کہ جن کی آواز عربی الفاظ سے ملتی جلتی ہیں' سے تبدیل کر لیا جائے۔نتیجتاً اس سے قرآن مجید کا نہایت عجیب و غریب ترجمہ سامنے آیا۔مستشرقین نے اپنے نقطہ نگاہ کو ثابت کرنے کے لیے یہ پرزور طریقہ اختیار کیا۔(۵۳) مثلاً آرتھر جیفری مندرجہ ذیل قرآنی آیت کے بارے میں لکھتا ہے:

هُوَ الَّذِی أَنزَلَ السَّكِينَةَ فِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ لِيَزْدَادُوا إِيمَانًا مَعَ إِيمَانِهِمْ (۵۴)

He it is who sent down peace of reassurance into the hearts of the believers so that they might add unto their faith.

یہاں peace of reassurance کے لیے عربی لغت میں ''سکینہ''لفظ بولا جاتا ہے۔لیکن

آرتھر جیفری نے اس کو عبرانی زبان کے لفظ "shekinah" سے بدل دیا۔اس لفظ کا مطلب ہے Ivisible Glory of Jehovah resting over mercy-seat (غیر مرئی خدا جو آرام فرما رہا ہے)(۵۵) چونکہ عبرانی الفاظ کا مطلب عربی الفاظ سے بالکل مختلف ہے لہذا بظاہر دونوں لغات کی باہم آواز الفاظ کو آپس میں تبدیل نہیں کیا جاسکتا ہے۔اور اس انداز سے کیا گیا ترجمہ غلط اور باطل ہوگا کہ جس کا مقصد قرآن مجید میں تحریف اور تضاد پیدا کرنا مقصود ہے۔

مذکورہ بالا نقاط سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مستشرقین نے قرآن مجید کی حیثیت کو مشکوک بنانے کے لیے کئی حربے آزمائے ہیں۔لہذا ضروری ہے کہ ان کے تراجم کا ناقدانہ جائزہ لیا جائے۔

## چند تراجم قرآن کا ناقدانہ جائزہ

لوڈوویکومراسی کا ترجمہ قرآن (۱۶۱۲ء۔۱۷۰۰ء)

انگریزی زبان میں جتنے بھی تراجم قرآن کیے گئے ان کی بنیاد مراسی کا لاطینی زبان میں کیا گیا ترجمہ قرآن تھا۔اور مراسی کا بھی سابق مستشرقین کی طرح قرآن مجید کا ترجمہ کرنے کا مقصد اسلام اور قرآن کو بدنام ورسوا کرنا تھا۔لیکن دوسروں کی نسبت یہ ترجمہ اس لحاظ سے منفرد تھا۔(۵۶) کہ اس نے ساتھ تفسیر بھی قلم بند کی ہے۔جس کا عنوان "Refutation of the Quran" ہے۔جس میں اس نے حضور اکرم ﷺ اور قرآن مجید کے بارے میں اپنے تعصّبانہ خیالات کا اظہار کیا۔اس نے ان بیانات کو غلط اور ناقابل اعتبار ذرائع سے اخذ کیا تھا۔تاکہ حتی الامکان اسلام کی بدترین شکل پیش کی جائے۔(۵۷) جارج سیل اس ترجمہ کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:

> فادر مراسی کا لاطینی زبان میں لکھا گیا ترجمہ جو کہ padua سے شائع ہوا براہ راست عربی متن سے استفادہ کیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ تفسیر بھی لکھی گئی ہے۔عمومی طور پر یہ ترجمہ بہت درست ہے۔لیکن وہ خود اس بات کا اعتراف کرتا ہے کہ اس نے عربی محاوروں کی وضاحت کرتے ہوئے ترجمہ کو کثیر جلدوں میں پھیلا دیا ہے۔جس کی وجہ سے اس کا کام غیر تسلی بخش لگتا ہے اور بعض اوقات بے معنی۔لیکن تمام نقائص کے باوجود اس کا کام قابل قدر ہے۔میں اس بات کا بھی اعتراف کرتا ہوں کہ یہ ترجمہ بہت سے لوگوں کے لیے غیر مفید ہے جو لاطینی زبان سے ناواقف ہے۔(۵۸)

جارج سیل کا ترجمہ قرآن (۱۶۹۷ء۔۱۷۳۶ء):

جارج سیل اس بات کا دعوی کرتا ہے کہ وہ سابق مستشرقین کی نسبت اسلام اور قرآن مجید پر زیادہ مہارت رکھتا ہے۔وہ بڑے جرات مندانہ انداز سے کہتا ہے کہ پروٹسٹنٹ ہی اس لائق ہے کہ وہ قرآن مجید کو شکست دے گا:

> The Protestants alone are able to attack the Koran with success; and for them I trust, providence has reserved the glory of its overthrow. (59)

جارج سیل کا یہ دعوی کہ اس نے قرآن مجید کا ترجمہ غیر جانبدارانہ انداز سے کیا ہے،غلط ہے۔وہ اسلام اور قرآن مجید پر مکمل مہارت بھی نہیں رکھتا تھا۔(۶۰) چونکہ اس کا ترجمہ اسی کے ترجمہ قرآن کی نقل ہے۔(۶۱) لہٰذا اس کا یہ دعوی بھی،کہ اس نے براہ راست قرآن مجید سے ترجمہ کیا ہے،باطل ہوجاتا ہے۔(۶۲) جارج سیل کے ہم عصر جن لوگوں نے یہ کہا کہ جارج سیل نے ترجمہ کی تکمیل کے بعد اپنی زندگی کے پچیس سال عرب میں گزارے ۔جہاں اس نے عربی لغت پر عبور حاصل کیا۔جبکہ آر اے ڈیون پورٹ(R.A, Davenport) نے یہ نقطہ اٹھایا کہ جارج سیل کی تاریخ پیدائش۱۶۹۷ء تا ۱۷۳۶ء ہے۔وہ اپنے ترجمہ کے شائع ہونے کے دوسال بعد وفات پا گیا تھا۔اس سے یہ بات غلط ثابت ہوئی کہ اس نے پچیس سال عرب میں گزارے۔(۶۳) جارج سیل کے ترجمہ میں سے ایک مثال پیش کی جاتی ہے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ (۶۴)

جارج سیل نے اس آیت کا ترجمہ یہ کیا ہے:

Praise be to God.

جبکہ اصل ترجمہ یہ ہے:

All the Praise or all Praise belongs to Allah. (65)

جے۔ایم۔راڈویل جارج سیل کے ترجمہ پر تنقید کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ اس کا ترجمہ اس کی زندگی میں چھپا اور یہ ترجمہ سب پچھلے تراجم سے زیادہ صحیح تھا۔یہی وجہ ہے کہ اس وقت کے تمام اہل تحقیق اور اہل علم میں معتبر اور مشہور تھا۔مگر اس میں جو نقص رہ گیا ہے وہ یہ ہے کہ مترجم نے آیات کے لیے جو علامت لکھی جاتی ہے اس کو حذف کردیا ہے۔اور تمام کتاب کو ایک مسلسل پیرایہ میں لکھ دیا ہے۔اور یہ ایک بہت بڑا نقص تھا جس کی اہل علم نے بڑی شکایت کی ۔ایک اور امر کی شکایت جے ۔ایم۔راڈویل نے کی ہے کہ جارج سیل نے ترجمہ قرآن میں مراسی کے تتبع میں تفسیری فقرے بھی متن میں لکھے ہیں۔

جارج سیل نے اپنے ترجمہ کو تیار کرنے کے لیے دوسروں سے معاونت لی ہے ۔حافظ غلام سرور کے نزدیک جارج سیل عربی لغت جانتا تھا۔اگر یہ عربی لغت نہ جانتا ہوتا تو ترجمہ کے لیے بدترین الفاظ کا انتخاب نہ کرتا۔جیسا کہ اس نے بہت سے مقامات پر کیا۔اس کا غلط ترجمہ لکھنے کا مقصد یہ تھا کہ وہ اس کے مفہوم کو مشکوک بنا سکے ۔لہذا اس کی بغض وعناد سے بھر پور طبیعت نے اس کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ قرآن مجید کی حیثیت کو متاثر کریں ۔(٦٦) مثلاً جارج سیل نے ایک آیت کے بارے میں یہ ترجمہ کیا ہے:

Sale makes Mary say, I am not harlot.(67)

حضرت مریم علیہ السلام فرماتی ہیں کہ میں فاحشہ نہیں ہوں (نعوذ باللہ)۔جبکہ پورے قرآن مجید میں اس طرح کا کوئی ایک لفظ بھی استعمال نہیں کیا گیا ہے ۔لہٰذا قرآن مجید کا اس انداز سے ترجمہ ہو ہی نہیں سکتا۔(٦٨) حافظ غلام سرور کے مطابق جارج سیل عربی لغت سے بخوبی واقف تھا مگر وہ عربی محاوروں سے ناواقف تھا ۔جس کی بناء پر اس سے بہت سی جگہوں پر انجانے میں غلطیاں سرزد ہوئی ہیں۔(٦٩) جارج سیل قرآن مجید میں موجود جنت ودوزخ کے ذکر کا بھی انکار کرتا ہے:

George Sale thus definitely denies that the description of heaven in the Holy Quran.(70)

جبکہ پالمر کا خیال ہے کہ جارج سیل کا ترجمہ قرآن مجید کی درست ترجمانی کرتا ہے:

Sales translation can scarcely be regarded as a fair representation of the Quran. (71)

چونکہ جارج سیل نے سابقہ تراجم کی نسبت اپنے ترجمہ میں بہت زیادہ اسلام اور قرآن مجید کو بدنام و رسوا کرنے کی مذموم جسارت کی ہے یہی وجہ ہے کہ یورپ میں اس ترجمہ کو بہت مقبولیت حاصل ہوئی ہے اور یہ ترجمہ مختلف یورپی زبانوں میں کئی بار شائع ہوا ہے۔

جے۔ایم۔راڈویل کا ترجمۂ قرآن (۱۸۰۸ء۔۱۹۰۰ء):

مستشرقین میں جے۔ایم۔راڈویل ایک بڑا عالم تھا۔وہ اسلام کا اتنا ہی بڑا مخالف تھا جتنے کہ دوسرے تھے۔اس نے اپنے ترجمہ کو ترتیب نزولی کے اعتبار سے تھیوڈر نولڈ یکے اور ولیم میور کی تقلید کرتے ہوئے لکھا۔اس کا مقصد قرآن مجید میں تشکیک پیدا کرنا،اور یہ ظاہر کرنا تھا کہ قرآن مجید توریت وانجیل کے مختلف اجزاء سے مرتب کیا گیا ہے اور اس کتاب کے مصنف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔اگر چہ کہ اس نے ایک محنت طلب کام کیا مگر کامیاب نہ ہوسکا۔ کیونکہ علماء کرام سورتوں کی ترتیب نزولی پر متفق نہیں ہے۔

There is no agreement amongst scholars as to the chronological

order of the suras. (72)

سورتوں کو ترتیب نزولی کے مطابق مرتب کرنا ایک دقیق اور مشکل امر ہے۔مگر جب علمائے کرام میں ترتیب نزولی کے بارے میں مفاہمت نہیں پائی جاتی تو اس طرح یہ ترتیب نزولی قرآن مجید میں تشکک اور الجھن پیدا کرتی ہے کہ جس سے قاری بھی تذبذب اور تردّد کا شکار ہوتا ہے۔لہذا یہ ایک غیر مفید کام ہے۔(۷۳)وہ خود بھی اس کام کو کرنے میں تردّد اور پیچیدگی میں مبتلا ہوا ہے۔جس کی وجہ سے اس کی یہ کوشش کارگر ثابت نہیں ہوئی:

> Rodwell is constantly obliged to say that such and such verses of such and such chapter belong to a later of an earlier period. This fact reduces his chronological order to an absurdity. (74)

ج۔ایم۔راڈویل نے اپنے ترجمہ میں بہت سے مقامات پر ان غلطیوں کا ارتکاب کیا ہے جس کا جارج سیل نے کیا تھا۔جارج سیل کی طرح یہ بھی عربی محاوروں کو سمجھنے سے قاصر رہا۔مثلاً :أَبْصِرْ بِهِ وَأَسْمِعْ (۷۵)کا ترجمہ کرتا ہے:

> Look thou and heaven unto him. (76)

ج۔ایم۔راڈویل نے آیت بنی اسرائیل:۱۱۰کے بارے میں یہ بیان درج کیا ہے۔کہ نبی کریم ﷺ نے اللہ کے ساتھ لفظ الرحمن لکھنے کا ارادہ کیا۔لیکن پھر یہ خیال کرتے ہوئے کہ کہیں غیر مسلم اس سے دو خدا کا تصور نہ کرنے لگیں۔اس لیے لفظ الرحمٰن کو بعد کی سورتوں سے حذف کر دیا۔(۷۷) حالانکہ خود اس نے اپنے ترجمہ میں 46 سورتوں کے آغاز میں تسمیہ درج بھی کی۔اس کے ترجمہ میں ترتیب کی غلطیوں کو دیکھئے مثلاً النحل کی آیت:۳۰کو اصل جگہ کی بجائے ۶۸ نمبر پر ظاہر کیا۔الرعد کی آیت ۳۰ کو سورۃ نمبر۹۰ ظاہر کیا اور البقرہ کی آیت نمبر۱۰۳ کو۹۱ نمبر پر ظاہر کیا۔ان سب میں متضاد طور پر الرحمٰن کے لفظ کو ظاہر کیا ہے۔سب جگہوں پر اس لفظ کا ترجمہ اس نے (God of Mercy)یا (The compassionate ) کیا ہے۔اس سے یہ حقیقت منکشف ہوتی ہے کہ ج ایم۔راڈویل قرآن مجید اور محمد ﷺ کو بدنام کرنے کا کس قدر خواہش مند تھا۔حالانکہ خود اس کو اپنے ترجمہ میں بے ربطی،بدنظمی اور بد دیانتی دِکھائی نہیں دیتی۔(۷۸)یہی وجہ ہے کہ اس کا ترجمہ وہ مقبولیت حاصل نہ کر سکا جو گذشتہ تراجم نے حاصل کی۔

> One effect of this awkward rearrangement of the surahs was that the work did not attain popularity comparable in any way to that of the previous translations. (79)

ای۔ایچ۔پالمر کا ترجمہ قرآن (۱۸۴۰ء۔۱۸۸۲ء):

ای۔ایچ پالمر قرآن مجید کی زبان کو نعوذ باللہ غیر مہذب سمجھتا تھا۔

> Rude and rugged, not elegant in the sense of literary refinement.(80)

وہ یہ کہتا ہے کہ اس نے قرآن مجید کا ترجمہ ایک عمدہ ،مناسب اور اعلیٰ لغت میں کیا ہے۔جو کہ عربی لغت سے زیادہ بہتر ہے۔

ای۔ایچ پالمر اپنی طرف سے یہ ظاہر کرتا ہے کہ اس نے قرآن مجید کا ترجمہ من وعن وہی کیا ہے جو کہ عربی لغت سے ظاہر ہوتا ہے۔اس کے خیال میں اس کا ترجمہ مخاطب کو حیرانگی اور تعجب میں ڈال دے گا۔(۸۱) جبکہ یہ انداز تحریر صرف اور صرف قرآن مجید کے مطالب کو بگاڑنے کی ایک کوشش ہے۔کیونکہ موصوف قرآن مجید کے مفہوم اور اس کی روح کو سمجھنے میں یکسر ناکام ہو چکا ہے۔مثال کے طور پر:

لِلْفُقَرَاءِ الَّذِيْنَ أُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْأَرْضِ (۸۲)

اس آیت کا ترجمہ ای۔ایچ پالمر نے یہ کیا ہے:

> The poor who are straitened in Gods way and cannot knock about the earth. (۸۳)

وہ عربی محاوروں سے ناواقفیت کی وجہ سے عربی لغت کو غیر مہذب قرار دیتا ہے۔

> I must remind the reader that the language of the Quran is really rude and rugged.(84)

اس نے اس مثال سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ قرآن مجید کی زبان غیر مہذب ہے۔اسی طرح اس نے پورے ترجمہ میں بے شمار غلطیاں کی ہیں۔لہٰذا اس کا پورا ترجمہ غلط ہے۔(۸۵) حافظ غلام سرور اس ترجمہ کے بارے میں اپنا موقف ظاہر کرتے ہیں:

> Palmers translation is undoubtedly the worst...... The way Palmer leaves out the articles a, an, and the in his translation damages not only the meaning of the original, but makes his English also read like a collection of words rather than reasoned sentences.(86)

ای۔ایچ پالمر کا ترجمہ بلاشک وشبہ بدترین ترجمہ ہے۔اس نے ترجمہ لکھنے کے دوران the, an, a الفاظ کا ترجمہ نہیں کیا۔اس نے نہ صرف قرآن مجید کے اصل معانی کو بگاڑنے کی کوشش کی بلکہ اس کا اپنا ترجمہ پڑھنے میں

ایسا لگتا ہے جیسے الفاظ کو جمع کر دیا ہو نہ کہ ان کو معقول جملوں کی شکل دی جاتی۔

رچرڈ بل کا ترجمہ قرآن (۱۹۵۲ء۔۱۸۷۶ء):

رچرڈ بل نے سورتوں کو ترتیب نزولی سے مرتب کیا ہے۔اس نے جے۔ایم۔روڈویل کی تقلید میں قرآن مجید میں بگاڑ پیدا کر کے اس کی غلط تشریح کی ہے تاکہ قرآن مجید کے بارے میں ایک ناپسندیدہ تصور اجاگر کیا جائے۔(۸۷)

اے۔جے۔آربری کا ترجمہ قرآن (۱۹۰۵ء۔۱۹۶۹ء):

اے۔جے۔آربری کے خیال میں قرآن مجید نہ تو نثر ہے نہ شاعری بلکہ ان دونوں کا امتزاج ہے۔

> The Koran is neither prose nor poetry, but a unique fusion of both.(88)

اس نے ای۔ایچ۔پالمر کی تقلید کرتے ہوئے قرآن مجید کو ایک نئے ترنم کے ساتھ آیات کو گروپ میں تقسیم کر کے ترجمہ کیا ہے۔

> Like Palmer, however, he attempts to give a literal translation and to produce the rhythm in it. He says: I have striven to devise rhythmic patterns and sequence groupings in correspondence with what the Arabic presents, paragraphing the grouped sequence as they seem to form original units of revelation. (89)

جبکہ موصوف کا یہ انداز تحریر قاری کے لیے مشکل پیدا کرتا ہے۔کیونکہ قاری کے لیے یہ معلوم کرنا مشکل ہوتا ہے کہ کس آیت کا کون سا ترجمہ ہے اور موصوف نے آیات کے نمبر بھی درج نہیں کیے۔دوسرے مستشرقین کی طرح اس ترجمہ میں بھی بے شمار غلطیاں موجود ہیں۔اس کی وجہ یہ ہے کہ اس نے بھی سابقہ تراجم کی نقل کی ہے خاص طور پر پالمر کی۔اس لحاظ سے یہ ترجمہ بھی غلطیوں سے مبرّا نہیں ہے لہذا ناقابل قبول ہے۔(۹۰)

خلاصہ بحث:

مستشرقین کے تراجم قرآن مجید کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ لینے سے جو بات سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ تاریخ کے مختلف ادوار میں جتنے بھی تراجم کیے گئے۔ان کا مقصد صرف ایک ہی تھا اور وہ یہ کہ اسلام کی بنیاد کو کمزور کیا جائے۔اور یہ کوشش آج بھی جاری وساری ہے۔حالانکہ ہر مستشرق نے یہ ظاہر کیا کہ اس نے غیر جانبدار ہو کر قرآن مجید کا ترجمہ کیا ہے۔جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ ہر نئے آنے والے ترجمہ میں بغض وعناد کا زہر بڑھتا رہا ہے۔ایک اہم بات جو

تمام تراجم میں یکساں پائی جاتی ہیں وہ یہ کہ سب نے اپنے سابق مترجم کی نقل کی ہے۔عربی لغت پر عبور نہ ہونے کے سبب سے یہ قرآنی محاورات کا درست ترجمہ نہ کر پائے ۔اوراس طرح بہت سے مقامات پر انجانے میں بھی غلطیاں سرزد ہوئیں ہیں۔اسی طرح بہت سے مستشرقین نے قرآن مجید کو ترتیب نزولی کے اعتبار سے تحریر کرنا چاہا مگر اپنی اس کوشش میں کامیاب نہ ہوسکے۔بلکہ مزید الجھن کا شکار ہوئے اوراس طرح قاری کو بھی مبتلا کیا۔جبکہ قرآن مجید ایک محفوظ کتاب ہے۔جس کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ رب العزت نے لیا ہے۔لہٰذا مستشرقین اپنی ان تھک محنت کے باوجود بھی اپنی مذموم کوشش میں کامیاب نہ ہوسکے۔

---

## حوالہ جات وحواشی

(۱) اصلاحی،شرف الدین،مستشرقین،استشراق اور اسلام،معارف دارالمصنفین اعظم گڑھ ۱۹۸۶،۲/ ۴۸۔۵۰

(۲) رامپوری،محمد یوسف،تحریک استشراق مجلّہ دارالعلوم دیوبند،مارچ ۱۹۸۸ء،ص ۳۴۔۳۵

(3) Edward said ,Orientalism, a brief definition, New York, Vintage, 1979, P:1

(۴) احمد غراب ،ڈاکٹر، عبدالحمید،رویۃ اسلامیۃ للاستشراق،دار الاصالۃ للثقافۃ والنشر والاعلام الریاض، ۱۹۸۸ء،ص ۷۔۸

(۵) ایضاً،رویۃ اسلامیۃ للاستشراق ،ص:۹

(۶) القرطبی ،ابوعبداللہ،محمد بن انصاری،الجامع الاحکام القرآن،دارالکتب العربی بیروت ۔لبنان،۲۰۰۶ء،۱/ ۵۷۹

(۷) سورۃ البقرہ:۲:۸۹۔۹۰

(۸) نثار احمد ،ڈاکٹر ،مستشرقین اور مطالعہ سیرت،نقوش رسول نمبر،ادارہ فروغ اردو لاہور،جنوری ۱۹۸۵ء ، شمارہ:۱۳۰،۱۰/ ۴۹۷

(۹) صلیبی جنگیں ۱۰۹۹ تا ۱۴۶۴ جاری رہیں ۔دیکھیے :اظہر ظہور احمد ،صلیبی جنگیں ،(اردو دائرہ معارف اسلامیہ)،دانش گاہ پنجاب،لاہور ۱۹۷۳،۱۲/ ۲۰۹۔۲۲۱؛العقیقی نجیب،المستشرقون،دار المعارف۔ مصر ،طبع ثالث ،۱۹۶۴،۱/ ۶۰۔۶۵

(۱۰) جیلانی،ڈاکٹر ،عبدالقادر،اسلام ،پیغمبر اسلام اور مستشرقین مغرب کا انداز فکر ،(پی ایچ ڈی مقالہ)،جامعہ کراچی،بیت الحکمت لاہور ۲۰۰۵،ص:۱۵۰

(11) Edward Said, Orientalism, P:331,Soutbern ,R.W. western views of Islam in the middle ages, Harvard University Press, 1962, p:72

(12) Thomas Arnold, Sir, The Legacy of Islam ,Oxford at the clarendon Press,1931, p:64-65

(۱۳) جان آف دمشق بنیادی طور پر ایک مذہبی عالم ،مصنف اور مشرقی کلیسا کا فارغ التحصیل راہب اور پادری تھا۔ دیکھیے:

Websters Biographical Dictionary, Springfield, Mass, U.S.A, 1943, pp:786-787

(۱۴) احمد دیاب، ڈاکٹر، اضواء علی الاستشراق، القاھرہ، ۱۹۸۹ء، ص:۱۳

(۱۵) حبیب الحق ندوی، سید، اسلام اور مستشرقین، دارالمصنفین شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ، یو۔پی، ہند، ۲۰۰۳ء، ۱۶/۳

(۱۶) نثار احمد، ڈاکٹر، مستشرقین اور مطالعہ سیرت، ۱۰/ ۴۹۹

(۱۷) حبیب الحق ندوی، اسلام اور مستشرقین، ۳/ ۱۷

(18) Handrik Van Loon, Tolerance, The Sun dial Press, New York, 1939, p:114

(۱۹) سلمان شمسی ندوی، مولانا، ، اسلام اور مستشرقین، (ضمیمہ: ص 22:ملخصاً) ، الندوی، سید، ابو الحسن، الاسلامیات بین کتابات المستشرقین والباحثین المسلمین ،مترجم: فیروز الدین شاہ و حافظ سمیع اللہ فراز،تحت اشراف: ڈاکٹر محمد اکرم چوہدری، جامعہ پنجاب لاہور، ۲۰۰۳ء

(20) Robert kitton ,Translation of the Koran, 1955.pp:309-312

(21) Mohar Ali, Dr, The Quran and the Orientalists, Jamiyat Ihyaa minhaj a sunnah, uk, 2004 ,p:327

(22) Arthur Jeffery , The Koran, selected suras,1958 , New York ,pp:17-18

(23) -Pearson, J.D ,The Encyclopaedia of Islam, Leiden , E.J Brill , 1986, Vol: 5, p:431; Encyclopedia of Britannica,Vol:22, p:10

(24) Pearson, Encyclopaedia of Islam, Vol : 5, p: 431;Hasting,Encyclopaedia of religion and ethics, Vol:10, p:550

(25) Mohar Ali ,The Quran and the Orientalists, p:327

(26) Ibid, p:336

(27) Ibid, p:340

(28) Ibid, pp:343-344

(۲۹) یہ فرانس کا بادشاہ تھا۔صلیبی جنگوں کے دوران جب بیت المقدس کے دوبارہ سقوط پر کلیسا نے یورپ میں پھر دہائی مچائی کہ جس کا کچھ دیر تک کوئی اثر دیکھنے میں نہ آیا تا آنکہ فرانس کے بادشاہ لوئس نہم نے کلیسا کی صدا پر لبیک کہا اور پھر اس کی پوری زندگی اس " مقدس مشن "میں گزر گئی ۔بادشاہ لوئس نہم کی عظیم خدمات او رقربانیوں کے اعتراف میں کلیسا نیا س کو سینٹ یعنی "ولی " کا رتبہ دیا۔مغربی تاریخ میں یہ ایک عظیم شخصیت مانی جاتی ہے۔ امریکہ کا مشہور شہر سینٹ لوئس مزوری(St.Louis.Missouri)اسی کے نام سے موسوم کیا گیا ہے ۔دیکھیئے :

کمال الدین، احمد، روبہ زوال ،امیریکن ایمپائر،مطبوعات ایقاظ،طبع سوم،نومبر ۲۰۰۸ء،ص:۵۶۔۵۸

(۳۰) الجندی ،شیخ انور ،اسلام اور مستشرقین، دارالمصنفین شبلی اکیڈمی ،اعظم گڑھ، یو۔پی ۔ ہند،۲۰۰۴ء،۲/۹۲

(۳۱) ایضاً

(۳۲) اسلام کے خلاف (Peter the Venerable )کے خیالات ونظریات سے مزید آگاہی کے لیے دیکھیئے :

(33) Moore, R. I. The Formation of a Persecuting Society. Massachusetts: Blackwell Publishing Ltd, 2007. p. 145; Lawrence, Bruce. The Quran: Books That Changed the World. Grove Press, 2008. p. 100; Kritzeck, James. Peter the Venerable and Islam. Princeton, New Jersey: Princeton University Press, 1964, pp: 145-148.

(34) Abdullah Saeed, The Quran, An Introduction, First published 2008 by Routledge, USA and Canada by Routledge , p:104

Nina Berman, German Literature on the Middle East Discourses and Practices,The University of Michigan Press, 2011, p:122; Alastair Hamilton, The Republic of Letters and the Levant, Printed in the Netherland, 2005 by Brill NV, Leiden, p:199; Ziad Elmarsafy ,The Enlightenment Quran: the politics of translation and construction of Islam, The University of Michigan, Publisher, One world, 2009, p:11

(۳۵) الجندی ،شیخ انور ،اسلام اور مستشرقین،۲/۹۲

(۳۶) الکہف:۱۸:۲۶

(37) Palmer, E.H, The Koran with an introduction by R. Nicholson, first published 1880,Oxford University Press,1928,p:249

(38) George Sale, , The Koran; commonly Called Al-Quran, with a preliminary Discourse (first published ,1973( Fredrick warne, London,1899,Vol:2, p:29

(39) Rodwell ,J.M .The Koran dent ,London, 1909, p:183

(40) Pickthall, Muhammad Marmaduke, The meanings of the glorious Quran, Kitab bhavan, New Delhi, 1930, p:214

(۴۱) طٰہٰ ۲۰:۱۵

(42) Palmer, E .H, The Koran, Oxford University Press, New York, 1949, pp:265-266

(43) Palmer, E .H, The Koran, p:266

(44) Mohammad Khalifa, The sublime Quran and Orientalism, international Islamic Publishers (pvt( limited, Karachi , Second edition ,October, 1989, p:71

(45) Arthur Jeffery, The Koran: Selected Suras translated Heritage Press, New York, 1958, p:34

(46) Mohammad Khalifa, The sublime Quran and Orientalism, p: 71

(47) Richard Bell, Introduction to the Quran, Edinburgh University Press, 1958, p:134

(48) Mohammad Khalifa, The Sublime Quran and Orientalism, p:72

(49) Richard Bell, Introduction to the Quran, p:132

(50) Mohammad Khalifa, The Sublime Quran and Orientalism, p:73

(51) OP.Cit.

(52) Ibid, p:75

(53) Ibid, p:77

(۵۴) الفتح ۴۸:۴

(55) Mohammad Khalifa, The Sublime Quran and Orientalism, p:79

(56) Wallaston, A.N, The religion of the Koran, London, 1911, p:113

(57) Mohar Ali , Dr, The Quran and the Orientalists, p:327

(58) George Sale, The Koran, Commonly called the AlKoran of Mohammad, London and new York, N.D. p:viii

(59) Ibid, p:IV

(60) Mohar Ali , Dr, The Quran and the Orientalists, p:331

(61) Rodwell, J.M, The Koran, (preface( J.M, New York,London,1953,p:17 ; Arthur Jeffery, The Koran: selected Suras translated Heritage Press, New York,1958,p:19;Mohar Ali, The Quran,p:332

(62) Mohar Ali , Dr, The Quran and the Orientalists, p:331

(63) Sweetman, J. Islam and Christian Theology, Lutterworth, London, 1945, vol:2, p:5; Mohammad Khalifa, The Sublime Quran and Orientalism p:65

(۶۴) الفاتحہ۱:۱

(۶۵) جارج سیل کے ترجمہ میں موجود اغلاط کی نشاندہی کے حوالے سے ملاحظہ ہو:

Mohar, Ali, Dr, The Quran and the Orientalists, p:332-335; Ghulam Sarwar, Al-Haj Hafiz Translation of the Holy Quran, National book foundation, 2nd edition, Lahore1973, p:X-XXI

(66) Ghulam Sarwar, Al-Haj Hafiz, Translation of the Holy Quran, p :XV

(۶۷) سورۃ مریم ۱۹:۲۰

(68) Ghulam Sarwar, Al-Haj Hafiz, Translation of the Holy Quran, p:XV

(69) Ibid, p:XVII

(70) Ibid, p:XX

(71) Mohar Ali , Dr, The Quran and the Orientalists, p:335؛ Ghulam Sarwar,

Al-Haj Hafiz,Translation of the Holy Quran, p:IX

(72) Ghulam Sarwar, Al-Haj Hafiz, Translation of the Holy Quran, p:XXIII

(73) Ibid, p:XXIII

(74) OP.Cit.

(۷۵) الکہف ۲۶:۱۸

(76) Rodwell, J.M, The Koran: Translated from the Arabic, the suras arranged in chronological order, with notes and index , p: 183; Mohar Ali , Dr, The Quran and the Orientalists, p:339

(77) Ghulam Sarwar, Al-Haj Hafiz, Translation of the Holy Quran, p:XXVI

(78) Mohar Ali , Dr, The Quran and the Orientalists, p:340

(79) Ibid, p:337

(80) Mohar Ali , Dr, The Quran and the Orientalists, p:341

(81) OP.Cit.

(۸۲) البقرۃ ۲۷۳:۲

(83) Palmer, E.H, The Koran, p:39

(84) OP.Cit.

(85) Mohar Ali, Dr, The Quran and the Orientalists, p:341

(86) Ghulam Sarwar, Al-Haj Hafiz, Translation of the Holy Quran, p: XXXIII

(87) Mohar Ali, Dr, The Quran and the Orientalists, p:343-344

(88) Ibid, pp :IX-X; Arberry, A. J, The Koran interpreted, Oxford University Press, London ,1964, p:X

(89) Arberry, A J, The Koran interpreted, p:X

(90) Mohar Ali, Dr, The Quran and the Orientalists, p:345

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆